

مکتوب (۷۱)

(۱۷) وَمِنْ كِتَابِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

معاویہ کے خط کے جواب میں

تمہارا ^ط یہ مطالبہ کہ میں شام کا علاقہ تمہارے حوالے کر دوں، تو میں آج وہ چیز تمہیں دینے سے رہا کہ جس سے کل انکار کر چکا ہوں۔

اور تمہارا یہ کہنا کہ جنگ نے عرب کو کھا ڈالا ہے اور آخری سانسوں کے علاوہ اس میں کچھ نہیں رہا، تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جسے حق نے کھایا ہے وہ جنت کو سدھا رہا ہے اور جسے باطل نے لقمہ بنایا ہے وہ دوزخ میں جا پڑا ہے۔

رہا یہ دعویٰ کہ ہم فن جنگ اور کثرت تعداد میں برابر سربراہر کے ہیں، تو یاد رکھو کہ تم شک میں اتنے سرگرم عمل نہیں ہو سکتے جتنا میں یقین پر قائم رہ سکتا ہوں اور اہل شام دنیا پر اتنے مرٹے ہوئے نہیں جتنا اہل عراق آخرت پر جان دینے والے ہیں۔

اور تمہارا یہ کہنا کہ ہم عبد مناف کی اولاد ہیں تو ہم بھی ایسے ہی ہیں۔ مگر اُمیہ ہاشم کے، حرب عبد المطلب کے اور ابوسفیان ابو طالب کے برابر نہیں ہیں، (فتح مکہ کے بعد) چھوڑ دیا جانے والا مہاجر کا ہم مرتبہ نہیں، اور الگ سے نتھی کیا ہو روشن و پاکیزہ نسب والے کے مانند نہیں، اور غلط کارحق کے پرستار کا ہم پلہ نہیں، اور منافق مومن کا ہم درجہ نہیں ہے۔ کتنی بری نسل وہ نسل ہے جو جہنم میں گر چکنے والے اسلاف کی ہی پیروی کر رہی ہے۔

پھر اس کے بعد ہمیں نبوت کا بھی شرف حاصل ہے کہ جس کے ذریعے ہم نے طاقتور کو کمزور اور پست کو بلند و بالا کر دیا، اور جب اللہ نے عرب کو اپنے دین میں جوق در جوق داخل کیا اور اُمت اپنی خوشی سے یا ناخوشی سے اسلام لے آئی، تو تم وہ لوگ

إِلَى مُعَاوِيَةَ جَوَابًا عَنْ كِتَابٍ مِّنْهُ إِلَيْهِ
وَ أَمَّا طَلْبُكَ إِلَى الشَّامِ، فَإِنِّي لَمْ أَكُنْ
لِأَعْطِيكَ الْيَوْمَ مَا مَنَعْتِكَ أَمْسٍ.

وَ أَمَّا قَوْلُكَ: إِنَّ الْحَرْبَ قَدْ أَكَلَتِ الْعَرَبَ
إِلَّا حُشَاشَاتِ أَنْفُسٍ بَقِيَتْ، أَلَا وَ مَنْ
أَكَلَهُ الْحَقُّ قَالَى الْجَنَّةِ، وَ مَنْ أَكَلَهُ الْبَاطِلُ
قَالَى النَّارِ.

وَ أَمَّا اسْتِوَاؤُنَا فِي الْحَرْبِ وَ الدِّجَالِ،
فَلَسْتُ بِأَمْضَى عَلَى الشَّكِّ مِمَّنِّي عَلَى الْيَقِينِ،
وَ لَيْسَ أَهْلُ الشَّامِ بِأَحْرَصَ عَلَى الدُّنْيَا مِنْ
أَهْلِ الْعِرَاقِ عَلَى الْآخِرَةِ.

وَ أَمَّا قَوْلُكَ: إِنَّا بَنُو عَبْدِ مَنْأَفٍ،
فَكَذَلِكَ نَحْنُ، وَ لَكِنْ لَيْسَ أُمِّيَّةٌ كَهَاشِمِيَّةٍ،
وَ لَا حَرْبٌ كَعَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَ لَا أَبُو سُفْيَانَ
كَابْنِ طَالِبٍ، وَ لَا الْمُهَاجِرُ كَالطَّلِيْقِ، وَ لَا
الصَّرِيْحُ كَاللَّصِيْقِ، وَ لَا الْمُحِقُّ كَالْمُبْطِلِ، وَ
لَا الْمُؤْمِنُ كَالْمُذْغِلِ. وَ لَيْسَ الْخَلْفُ خَلْفٌ
يَتَّبِعُ سَلْفًا هُوَ فِي نَارٍ جَهَنَّمَ.

وَ فِي أَيَّدَيْنَا بَعْدَ فَضْلِ التُّبُوَّةِ الَّتِي
أَذَلَّنَا بِهَا الْعَزِيْزُ، وَ نَعَشْنَا بِهَا الدَّلِيْلَ. وَ
لَمَّا أَدْخَلَ اللَّهُ الْعَرَبَ فِي دِيْنِهِ أَفْوَاجًا، وَ
أَسْلَمَتْ لَهُ هَذِهِ الْأُمَّةُ طَوْعًا وَ كَرْهًا، كُنْتُمْ

تھے کہ جولائی یا ڈر سے اسلام لائے، اس وقت کہ جب سبقت کرنے والے سبقت حاصل کر چکے تھے اور مہاجرین اولین فضل و شرف کو لے جا چکے تھے۔

(سنو!) شیطان کا اپنے میں سا جھانہ رکھو اور نہ اسے اپنے اوپر چھا جانے دو۔

مَنْ دَخَلَ فِي الدِّينِ: اِمَّا رَغْبَةً وَّ اِمَّا رَهْبَةً،
عَلَى حِينٍ فَارَ اَهْلُ السَّبْقِ بِسَبْقِهِمْ، وَ
ذَهَبَ اِلَيْهَا جُرُونَ الْاَوْلُونَ بِفَضْلِهِمْ.
فَلَا تَجْعَلَنَّ لِلشَّيْطَانِ فِيكَ نَصِيْبًا، وَلَا
عَلَى نَفْسِكَ سَبِيْلًا.

--☆☆--

-----☆☆-----

ط جنگ صفین کے دوران میں معاویہ نے چاہا کہ حضرت سے دوبارہ شام کا علاقہ طلب کرے اور کوئی ایسی چال چلے جس سے وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے۔ چنانچہ اس نے عمرو ابن عاص سے اس سلسلہ میں مشورہ لیا۔ مگر اس نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ: اے معاویہ! ذرا سوچو کہ تمہاری اس تحریر کا علی ابن ابی طالب علیہ السلام پر کیا اثر ہو سکتا ہے اور وہ تمہارے ورغلانے سے کیسے فریب میں آجائیں گے۔ جس پر معاویہ نے کہا کہ: ہم سب عبدمناف کی اولاد ہیں، مجھ میں اور علی علیہ السلام میں فرق ہی کیا ہے کہ وہ مجھ سے بازی لے جائیں اور میں انہیں فریب دینے میں کامیاب نہ ہو سکوں۔ عمرو نے کہا کہ: اگر ایسا ہی خیال ہے تو پھر لکھ دیکھو۔ چنانچہ اس نے حضرت کی طرف ایک خط لکھا جس میں شام کا مطالبہ کیا اور یہ بھی تحریر کیا کہ: «نَحْنُ بَنُو عَبْدِ مَنَافٍ، وَ لَيْسَ لِبَعْضِنَا عَلٰی بَعْضٍ فَضْلٌ»۔ ہم سب عبدمناف کی اولاد ہیں اور ہم میں سے ایک کو دوسرے پر برتری نہیں ہے۔ تو حضرت نے اس کے جواب میں یہ نامہ تحریر فرمایا اور اپنے اسلاف کے پہلو بہ پہلو اس کے اسلاف کا تذکرہ کر کے اس کے دعوئے ہمپائیگی کو باطل قرار دیا ہے۔

اگرچہ دونوں کی اصل ایک اور دونوں کا سلسلہ نسب عبدمناف تک انتہی ہوتا ہے، مگر عبد شمس کی اولاد تہذیبی و اخلاقی برائیوں کا سرچشمہ اور شرک و ظلم میں مبتلا تھی اور ہاشم کا گھر انہ غنائے واحد کا پرتار اور بت پرستی سے کنارہ کش تھا۔ لہذا ایک ہی جڑ سے پھوٹنے والی شاخوں میں اگر پھول بھی ہوں اور کانٹے بھی تو اس سے دونوں کو ایک سطح پر قرار نہیں دیا جاسکتا۔ چنانچہ یہ امر کسی صراحت کا محتاج نہیں کہ امیہ اور ہاشم، حرب اور عبدالمطلب، ابوسفیان اور ابوالمطلب کسی اعتبار سے ہمپایہ نہ تھے جس سے نہ کسی مؤرخ کو انکار ہے اور نہ کسی سیرت نگار کو، بلکہ اس جواب کے بعد معاویہ کو بھی اس کی تردید میں کچھ کہنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ کیونکہ اس واضح حقیقت پر پردہ نہیں ڈالا جاسکتا کہ عبدمناف کے بعد حضرت ہاشم ہی وہ تھے جو قریش میں ایک امتیازی وجاہت کے مالک تھے اور غانہ کعبہ کے اہم ترین عہدوں میں سے سقایہ (حاجیوں کیلئے کھانے پینے کا سامان فراہم کرنا) اور فادہ (حاجیوں کی مالی اعانت کا انتظام کرنا) انہی سے متعلق تھا۔ چنانچہ حج کے موقع پر قافلوں کے قافلے آپ کے ہاں اترتے اور آپ اس خوش اسلوبی سے فرائض مہمان نوازی انجام دیتے کہ آپ کے سرچشمہ جو دو سخا سے سیراب ہونے والے مدتوں آپ کی مدد و تحسین میں رطب اللسان رہتے۔

اسی عالی حوصلہ و بلند ہمت باپ کے چشم و چراغ حضرت عبدالمطلب تھے جن کا نام ”شبیہ“ اور لقب ”سید المرسلین“ تھا جو نسل ابراہیمی کے شرف کے وارث اور قریش کی عظمت و سرداری کے مالک تھے اور ابرہہ کے سامنے جس عالی ہمتی و بلند نگاہ کا مظاہرہ کیا وہ آپ کی تاریخ کا تابناک باب ہے۔ بہر صورت آپ ہاشم کے تاج کا آویزہ اور عبدمناف کے گھرانے کا روشن ستارہ تھے۔

إِنَّمَا عَبَدُ مَنَافٍ جَوْهَرُ زَيْنَ الْجَوْهَرِ عَبْدُ الْمُطَلَبِ
 ”عبدمناف ایک موتی تھے، مگر اس پر بلا کرنے والے عبدالمطلب تھے“۔ ۱

حضرت عبدالمطلب کے فرزند حضرت ابوطالب تھے جن کی آغوش یتیم عبد اللہ کا گوارہ اور رسالت کی تربیت گاہ تھی، جنہوں نے پیغمبر ﷺ کو اپنے سایہ میں پروان چڑھایا اور دشمنوں کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو کر ان کی حفاظت کرتے رہے۔ ان جلیل القدر افراد کے مقابلہ میں ابوسفیان، حرب اور امیہ کو لانا اور ان کا ہم رتبہ خیال کرنا ایسا ہی ہے جیسے نور کی ضو یا شیوں سے آنکھ بند کر کے اسے ظلمت کا ہم پلہ سمجھ لینا۔ اس نسلی تفریق کے بعد دوسری چیز (وجہ فضیلت) یہ بیان کی ہے کہ آپ ہجرت کرنے والوں میں سے ہیں اور معاویہ طلحہ ہے۔ ”طلحہ“ اسے کہا جاتا ہے جسے پیغمبر ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر چھوڑ دیا تھا۔ چنانچہ جب پیغمبر ﷺ فاتحاً طور پر مکہ میں وارد ہوئے تو قریش سے پوچھا کہ تمہارا میرے متعلق کیا خیال ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا؟ سب نے کہا کہ: ہم کریم ابن کریم سے بھلائی ہی کے امیدوار ہیں۔ جس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: ”جاؤ تم طلقاء ہو“ یعنی تم تھے تو اس قابل کے تمہیں غلام بنا کر رکھا جاتا، مگر تم پر احسان کرتے ہوئے تمہیں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ان طلقاء میں معاویہ اور ابوسفیان بھی تھے۔ چنانچہ شیخ محمد عبدہ نے اس مکتوب کے حواشی میں تحریر کیا ہے کہ:

وَ أَكْبُو سُفْيَانَ وَ مُعَاوِيَةَ كَانَا مِنَ الطَّلَقَاءِ.

ابوسفیان اور معاویہ دونوں طلقاء (آزاد کردہ لوگوں) میں سے تھے۔

تیسری چیز (وجہ فضیلت) یہ ہے کہ آپ کا نسب واضح اور روشن ہے جس میں کہیں کوئی شبہ نہیں۔ اس کے برعکس معاویہ کیلئے لفظ «لصبيق» استعمال کیا ہے۔ اور اہل لغت نے ”الصبيق“ کے معنی «الذئبُ المُلصقُ بِخَيْرِ آيَةٍ» کے کئے ہیں۔ یعنی وہ جو اپنے باپ کے علاوہ دوسروں سے منسوب ہو۔ چنانچہ اس سلسلہ میں پہلا شبہ امیہ کے متعلق کیا جاتا ہے کہ وہ عبد شمس کا بیٹا تھا یا اس کا غلام کہ جو صرف اس کی تربیت کی وجہ سے اس کا بیٹا کہلانے لگا تھا۔ چنانچہ علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں کامل بہائی سے نقل کیا ہے کہ:

إِنَّ أُمِّيَّةَ كَارِبَ غُلَامًا رُوِيَ لِعَبْدِ الشَّمْسِ، فَلَمَّا أَلْقَاهُ كَيْدًا فَطِنًا أَحْتَقَهُ وَ تَبَّئَاهُ، فَوَقِيلَ
 «أُمِّيَّةَ بَنِ عَبْدِ الشَّمْسِ» كَمَا كَانُوا يَقُولُونَ قَبْلَ نُزُولِ الْآيَةِ «زَيْدُ بَنِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ».

”امیہ“ عبد شمس کا ایک رومی غلام تھا۔ جب انہوں نے اس کو ہوشیار اور باہم پایا تو اسے آزاد کر دیا اور اپنا بیٹا بنا لیا جس کی وجہ سے اسے ”امیہ ابن عبد شمس“ کہا جانے لگا، جیسا کہ آیت اترنے سے قبل لوگ زید کو ”زید ابن محمد ﷺ“

کہا کرتے تھے۔ (بخاری الاوارج، ج ۸، ص ۳۸۳)

اموی سلسلہ نسب میں دوسرا شبہ یہ ہوتا ہے کہ ”حرب“ جسے فرزند امیہ کہا جاتا ہے وہ اس کا واقعی بیٹا تھا یا پروردہ غلام تھا۔ چنانچہ ابن ابی الحدید نے ابو الفرج اصفہانی کی کتاب الاغانی سے نقل کیا ہے کہ:

إِنَّ مُعَاوِيَةَ قَالَ لِدَعْمَلِ النَّسَابِيَّةِ: أَرَأَيْتَ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: كَيْفَ رَأَيْتَهُ؟ قَالَ: رَأَيْتُهُ رَجُلًا لَيْبِلًا جَمِيلًا وَضَمِيمًا كَانَ عَلَى وَجْهِهِ نُورُ النُّبُوَّةِ، قَالَ: أَفَرَأَيْتَ أُمَّيَّةَ بَنِ عَبْدِ شَمْسٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: كَيْفَ رَأَيْتَهُ؟ قَالَ: رَأَيْتُهُ رَجُلًا صَدِيمًا مُنْحَنِيًا أَعْمَى يَقْفُوذُهُ عَبْدُهُ ذُكْوَانٌ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: ذَلِكَ ابْنُ أَبِي عَمْرٍو، قَالَ: أَنْتُمْ تَقُولُونَ ذَلِكَ، فَأَمَّا قَرِيْشٌ فَلَمْ تَكُنْ تَعْرِفُ إِلَّا أَنَّهُ عَبْدُهُ.

معاویہ نے ماہر انساب دغفل سے دریافت کیا کہ تم نے عبدالمطلب کو دیکھا ہے؟ کہا کہ ہاں۔ پوچھا کہ تم نے اسے کیسا پایا؟ کہا کہ وہ باوقار، خوب رو اور روشن جمیں انسان تھے اور ان کے چہرے پر نور نبوت کی درخشندگی تھی۔ معاویہ نے کہا کہ کیا امیہ کو بھی دیکھا ہے؟ کہا کہ ہاں اسے بھی دیکھا ہے۔ پوچھا کہ اس کو کیسا پایا؟ کہا کہ کمزور جسم، خمیدہ قامت اور آنکھوں سے نابینا تھا۔ اس کے آگے آگے اس کا غلام ذکوان ہوتا تھا جو اس کو لسنے لسنے پھرتا تھا۔ معاویہ نے کہا کہ وہ تو اس کا بیٹا ابو عمرو (حرب) تھا۔ اس نے کہا تم لوگ ایسا کہتے ہو، مگر قریش تو بس یہ جانتے ہیں کہ وہ اس کا غلام تھا۔

(شرح ابن ابی الحدید، ج ۳، ص ۴۶۶)

اس سلسلہ میں تیسرا شبہ خود معاویہ کے متعلق ہے۔ چنانچہ ابن ابی الحدید نے تحریر کیا ہے:

وَكَانَتْ هِنْدٌ تُذَكِّرُ فِي مَكَّةَ بِبُجُورٍ وَعَهْرٍ، وَقَالَ الرَّمَحْشَرِيُّ فِي كِتَابِ رِبْعِ الْأَبْرَارِ: كَانَ مُعَاوِيَةُ يُعْزِي إِلَى أَرْبَعَةٍ: إِلَى مُسَافِرِ بْنِ أَبِي عَمْرٍو وَ إِلَى عَمَّارَةَ بِنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْمُخَيَّرَةِ وَ إِلَى الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَ إِلَى الصَّبَاحِ.

(معاویہ کی والدہ) ”ہند“ مکہ میں فنق و فجور کی بدنام زندگی گزارتی تھی اور مختصری نے ربیع الابرا میں لکھا ہے کہ معاویہ کو چار آدمیوں کی طرف منسوب کیا جاتا تھا جو یہ ہیں: مسافر ابن ابی عمرو، عمارہ ابن ولید ابن مغیرہ، عباس ابن عبدالمطلب

اور صباح۔ (شرح ابن ابی الحدید، ج ۱، ص ۶۳)

چوتھی چیز (وجہ فضیلت) یہ بیان کی گئی ہے کہ آپ حق کے پرستار ہیں اور معاویہ باطل کا پرستار اور یہ امر کسی دلیل کا محتاج نہیں کہ معاویہ کی پوری زندگی حق پوشی و باطل کوشی میں گزری اور کسی مرحلہ پر بھی اس کا قدم حق کی جانب اٹھتا ہوا نظر نہیں آتا۔

پانچویں فضیلت یہ پیش کی گئی ہے کہ آپ مومن ہیں اور معاویہ مفسد و منافق اور جس طرح حضرت کے ایمان میں کوئی شبہ نہیں کیا جاسکتا اسی

طرح معاویہ کی مفیدہ انگیزی و نفاق پر وری میں بھی کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ امیر المؤمنین علیؑ نے اس کے نفاق کو واضح طور سے اس سے پہلے مکتوب میں ان لفظوں میں بیان کیا ہے:

مَا أَسَلَكُمْوَا وَلَكِنِ اسْتَسَلَكُمْوَا وَ اسْرُّوَا الْكُفْرَ، فَلَمَّا وَجَدُوا أَعْوَانًا عَلَيْهِ أَظْهَرُوا.
 یہ لوگ اسلام نہیں لائے تھے بلکہ اطاعت کر لی تھی اور دلوں میں کفر کو چھپائے رکھا تھا۔ اب جبکہ یار و مددگار مل گئے تو اسے ظاہر کر دیا۔^{۱۷}

☆☆☆☆☆

